اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

THE AHL-I-HADIS. AMRITSAR.

الحمد للہ
اہلحدیث

امرتسر ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۱ ہجری مطابق ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء یوم جمعہ مبارک

اغراض اخبار ھذا

(۱) خدمت اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا۔
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے - [illegible]
والیان ریاست سے - [illegible]
رؤسا اور جاگیرداروں سے [illegible]
عام خریداروں سے - [illegible]
قیمت بہرحال پیشگی آنی ضروری ہو
نمونہ کا پرچہ مفت

نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی اشتہارات کی بابت خط و کتابت سے فیصلہ ہو سکتا ہے - جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر بنام مالک ہونی چاہئے - ہر خریدار کو نمبر چٹ لکھنا چاہئے - بیرنگ خط واپس

اہلحدیث کی ترقی

محض خدا کے فضل اور اسکی تائید سے یہ اظہار کیا جاتا ہے - کہ اہلحدیث کی موجودہ رفتار قابل تسکین ہے - قوم نے اسکی طرف خاص توجہ کی ہر جہات طرف سے اسکی آؤ بھگت ہے [illegible] وقت پر نہ پہنچنے کی شکایات پہنچتی ہیں جو اسکی قبولیت کے آثار ہیں استفسار اور استفسار [illegible] کہ اسی کام کیلئے ایک مفتی مقرر کیا جاوے تو شاید کافی نہ ہو سکے مضامین کی یہ کثرت کہ ایڈیٹوریل کی جگہ بھی گھیر لیتے ہیں مشکل یہ کہ اخبار کی ضخامت چار ورق ہیں جنہیں سے ایک ورق خبروں کیلئے چاہئے اس لئے تجویز ہے کہ دو ورق اور بڑھائے جائیں یعنے ہفتہ وار چھ ورق کلاں پر نکلا کرے لیکن تعداد اشاعت پر نظر کرنیسے یہ بوجھ گراں ایسے تھم سے بچنے کی گران

غزل در توصیفِ سنت

بنانے تب عزت ہے رسول اللہ کی سنت
ہمارے اوجِ رحمت ہے رسول اللہ کی سنت
مہرِ سپہر سعادت ہے رسول اللہ کی سنت
مہِ چرخِ کرامت ہے رسول اللہ کی سنت
دلیلِ راہِ جنت ہے رسول اللہ کی سنت
کفیلِ اہلِ سنت ہے رسول اللہ کی سنت
عدوِ اہلِ بدعت ہے رسول اللہ کی سنت
حبیبِ اہلِ سنت ہے رسول اللہ کی سنت
نہیں شک اس میں ہیں سب بدعتی مقہورِ سنت کے
کرے بدعت سے نفرت ہے رسول اللہ کی سنت
تو ہے مومن کو بس لازم کرے اکرام سنت کا
شریعت کی تو زینت ہے رسول اللہ کی سنت
رسول اللہ کی سنت سے ہیں کفار سب دل ریش
سپاہِ مومن تو راحت ہے رسول اللہ کی سنت
گو وہ اہل بدعت کے لئے گرسمِ قاتل ہے
تو سنی کو حلاوت ہے رسول اللہ کی سنت
موحد کی غزل سن کر کہا یہ اہلِ سنت نے
بڑا تی تیری حرمت ہے رسول اللہ کی سنت

(البرھان)

غزل در ردِ بدعت از منشی عبد الرؤف موحد

ہے بدعتی تو سے لئے آخر سقر
سمجھا ہے تو نے محفلِ مولود کو حسن
ڈھولک بجا کے ناچتے ہیں پیر نوجوان
دکھلانے یہ کام شیاطین کے کرتے ہیں
عُرسوں کی حال قال شریعت میں ہے حرام
سنی خوش نصیب ہے جنت میں اپنا گھر
پکارنا صواب ہے کر اس فعل سے حذر
عُرسوں میں جا کے دیکھ تجھ کو شبہ ہو اگر
اسلام کے ہیں خار ۔ ہیں معبود کنکر
رہ اس سے تو نفور ۔ کر انجام پر نظر

مکار صوفیوں نے بچھایا ہے دامِ کید
مُلّانے جو کہ کھاتے ہیں مالِ حرام کو
کر اپنا پیشوا تو قرآن وحدیث کو
محشر میں بدعتی کی شفاعت کبھی نہ ہو
بدعت ہو گمرہی نہیں اس میں ذرا بھی شک
عبدالرؤف تیرا سخن سربسر ہو وعظ
اسمیں نہ ہوا سیر ۔ ذرا تو خدا سے ڈر
انکے بطون ہونگے وہ سوزان شرر شرر
چاہے نجات روزِ قیامت میں اپنی گر
شافع نہ بانہ بنیگے کبھی اس کام پیکر
ڈرائیگی تجھکو نار میں ۔ نا سی کر ہو گر
مقصود ہو ہدایت عالم ۔ نا خدا زر

یا رسول اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار الحکم قادیان مطبوعہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۴ء میں نذیل حل مسائل اس سوال کے جواب میں کہ یا رسول اللہ کہنا بجا ہے حکیم نور الدین صاحب موحدین کی مخالفت کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا درست ہے۔ مگر جو دلائل اسکے لئے لائے ہیں وہ ویسے ہی بودے ہیں ۔ جو ایک گھوڑے کو بیل ثابت کرنے میں نہایت کھینچ تان اور بڑے ہاتھکڑے کے ساتھ پیش کئے جائیں حیات مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو تو مسیح میں الوہیت اور سانکو حی القیوم سمیع وبصیر ماننے والا ٹہرا کر مشرک بنایا جاتا ہے ۔ اور یہ یا رسول اللہ کہنے کی تائید میں خود حکیم صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر زمانہ میں موجود لینے وہی حی القیوم سمیع و بصیر ہونا قرار دیتے ہیں اور اس موجودگی کے ثبوت میں مرزا صاحب کی موجودگی کو پیش کرتے ہیں ۔ اس سے ایک لطیف اشارہ اس بات کی جانب پایا جاتا ہے ۔ کہ مرزا صاحب بھی ہر زمانہ میں موجود یعنی حی القیوم سمیع وبصیر رہینگے ۔ اور ہر ایک مرزائی کو یا احمد کہنا درست ہوگا گویا کہ یا رسول اللہ کے اس مشرکانہ پکار کے جواز سے مرزا صاحب کو یا مرزا پکارنے کا رستہ صاف کیا گیا ہے جو مرزا صاحب کی تعلیم کے بالکل خلاف ہو ان انکے اجتہاد کو اپنی آنکھیں بند کر کے کچھ وہی مرید ہیں جو ذیل تسلیم کریں گے ۔ جو حکیم الامت کو بھی روح القدس کا ہمزبان مانتے ہوں گے ۔ ورنہ ایک دانا جبوقت یا اللہ اور ایک نادان جبوقت یا رسول اللہ کہتا ہے دونوں کا مقصود استمداد و استعانت کے سوا

اور کچھ نہیں ہوتا۔ مگر یاد رہے۔ کہ ایک ورے کے مفہوم میں حق و باطل کا فرق ہے ایاک نستعین کی بنا پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی سے استمداد اور استعانت چاہا کرتے تھے اور اپنے اس قومی نمونہ سے امت کو گھیر گھار کر محض اسی نقطہ پر متفق فرمایا کرتے تھے علاوہ ہر حال میں وہ کہنے پہ مامور تھے۔ قل لا املک لکم ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ۔ یا رسول اللہ کے جواز میں حکیم صاحب نے ایک نئی تبلیغ فرمائی ہے۔ کہ اظہار کی نکالا کر دنیا کو ایک تازہ مفہوم کا سبق دیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ایک ناجائز کو جائز قرار دیتے ہیں بہت ساری ناجائز وبے ربط باتوں سے انکو کام لینا پڑ گیا۔ یہ تو بالبداہت ثابت ہے۔ کہ ہر ایک زندہ شخص کو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ بالمقابلہ یا کہکر مخاطب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ غائب ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ تو پھر اس حاضرانہ خطاب کا مستحق سوائے خدا الحی القیوم سمیع و بصیر کے اور کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

حکیم صاحب اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ ادا فرماتے ہیں۔

قولہ۔ کیا جب اللہ تعالے کو یا کہکر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے حسی طور پر تو اس کا ثبوت نہیں الخ

سبحان اللہ یہاں تو حکیم صاحب نے غضب ہی ڈھا دیا۔ اور اپنی ساری حکمت اور تبحر علمی کی قلعی کھول دی۔ اس کے جواب کو طول نہ دیکر ہم صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کریں گے۔

فقیر بے معرفت نہ آرامد تا کارش بکفر نہ انجامد

افسوس ایک تعصب سو جہالتوں کی ماں بن جاتا ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیمات و حکیم صاحب کی تلقینات کا مقابلہ کرتے وقت ہم ششدر رہ جاتے ہیں کہ یا اللہ یہ چراغ تلے اندھیرا کیسا ہے! چنانچہ الحکم کے اسی پرچہ کے صفحہ ۴ کالم ۲ میں ابرار اخیار ملت اور اللہ تعالے کے ذیل میں کالم ۳ تک ناظرین ملاحظہ کریں۔ کہ مرزا صاحب اکے قین مسئلہ کی حمایت کس زور کیساتھ کر رہے ہیں۔ جس سے حکیم صاحب کے حل مسائل کو بھاگنے رستہ نہیں ملتا۔ پیر یا استاد تو خدا ہی کا رستہ طے کرتے ہیں اور مرید یا شاگرد اسپر کانٹے بچھاتے رہیں ع

ایں چنیں ارکانِ دولت خانہ ویرانی کنند

حکیم صاحب سے ہم مودبانہ التجا کرتے ہیں کہ جبکہ حکیم الامت کا خطاب انکو مرزا سے مل چکا ہے۔ تو انکو چاہیے کہ اپنی حکمت کی گدی پر بیٹھے رہیں مگر مسند رسالت کو نہ دبا دیں کہ ع

ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد

اور ساتھ ہی اڈیٹر الحکم کو بھی چاہیئے کہ اپنے اخبار کے کالموں میں جو صرف مرزا صاحب کی مشن کا کفیل ہے حکیم صاحب کی مشن کا کفیل نہ بنے۔ حکیم صاحب کی بھرتیوں کا خاتمہ کر دیوے اور ان کے حل مسائل و ارشادات سے جناب مرزا صاحب کی تعلیمات کو کھچڑی نہ بنا دیوے ؎

محبت کے محل میں عاشق جانباز رہتا ہے
نہیں یہ رہگذر ہے اسمیں آئے جسکا جی چاہے

راقم۔ عثمان بجے پوری

مرزا قادیانی اور مسیح اسرائیلی

مرزا غلام احمد نے خاص مسیح علیہ السلام کا نام لیکر بھی سخت گالیاں دی ہیں۔ اُن کی کتابوں سے اصل عبارت معہ پتہ صفحہ ذیل میں نقل کرتا ہوں تاکہ مخالف کی انکار کی گنجائش نہ رہے۔

(۱) ازالہ اوہام کے صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں۔ "مسیح کی سخت زبانی تمام نبیوں سے بڑھی ہوئی تھی" ف بقول مرزا صاحب ظاہر ہے کہ تمام نبی بھی سخت زبان تھے۔ لیکن مسیح سب سے زیادہ سخت زبان تھا (شعر پنجابی) ؎

جو سخت زبان مسیح اون نالے سب نبیاں تول چنگے
پھر کیوں مسیح موعود بناوسیں احمق خلق کہیانے

(۲) فتح المسیح کے صفحہ ۹ میں تحریر کرتے ہیں۔ "مسیح کا چال چلن آپکے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بین خدائی کا دعوی کرنے والا۔ مگر اس سے پہلے بھی اور کئی خدائی کا دعوے کرنیوالے گذر چکے ہیں۔ ایک مصر میں بھی موجود تھا۔" (مقول) اے مرزا تو ایسا ہی کہیو۔ کہ مسیح کو خدائی کا دعوی کرنیوالا۔ اور فرعون مصری جیسا کون لکھ رہا ہے مرزا صاحب ہیں یا کوئی اور

ahmadimuslim.de

مسیح ہی کہنا ورنہ کاذب کے واسطے خدا کی طرف سے لعنت کا خطاب موجود ہے (شعر پنجابی)

فرعون مصر دیا تانی جیہڑا خاص مسیح نوں لکھے
پھر کیوں نہ ہیچ ہیچ احمق خلقت لگے اسدے پچھے

(۷) فتح المسیح کے صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں۔ ان مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اُس کا جواب تو ہمیں بھی نہیں آتا۔ آپنے سمجھا ہوگا ہم تو سوچ کر تھک گئے عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا کیا خوب خدا جسکی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں ق معاذ اللہ اس عبارت سے بقول مرزا صاحب روشن ہے کہ مسیح خدائیکا دعوی کرتا تھا اور اُس کی دادیاں اور نانیاں بھی بدکار تھیں۔ ہمارے سردار خاتم الانبیا نے سچ فرمایا ہے :- اذا لم تستحی فاصنع ما شئت اخرجہ البخاری
ترجمہ جب تجھے شرم نہو۔ پھر جو چاہے کر۔ نکالا اسے بخاری نے بیشرمی سے خدا کی پناہ (شعر پنجابی)

مسیح دی دادیاں نانیاں تائیں جو بدکار بنا دے
پھر کیوں مسیح موعود نہ اپنے تائیں او وسداوے

دیکھو اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۳ میں مرزا صاحب کا فتوی "وہ انسان کتوں سے بدتر ہے۔ جو بیہودہ بکواس بکتا ہے"۔

(۸) فتح المسیح کے صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں۔ آپ کے خدا صاحب نے دنیا کی چند روزہ زندگی کو ایسا پیار کیا۔ کہ ساری رات زندہ رہنے کے لئے دعائیں مانگتا رہا۔ بلکہ سولی پر بھی رضا اور تسلیم کا کلمہ منہ سے نہ نکلا ایلی ایلی لما سبقتنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں ترک کیا اسخدا نے کچھ جواب نہ دیا۔ کہ اُس نے ترک کر دیا۔ مگر بات تو ظاہر ہے کہ خدائی کا دعوی کیا تھا ترک کیا گیا۔

(سوال) اے مرزائیو سچ ہی کہو۔ کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ کون لکھ رہا ہے (مگر بات تو ظاہر ہے۔ کہ خدائی کا دعوی کیا تھا ترک کیا گیا)۔

مرزا جی ہیں یا کوئی اور تم بموجب آیت لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم۔ کافر کس کو کہوگے۔ مگر جواب دینے سے پہلے اپنے پیر و مرشد کا تحریری اقبال بھی مجھ سے بگوش ہوش سنو۔

دیکھو ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۲۹ میں لکھتے ہیں یہ اشارہ اس مشابہت کی طرف ہے۔ جو اس عاجز کو حضرت مسیح سے ہے کیونکہ ایلی ایلی کی دعا درحقیقت حضرت مسیح نے اپنی تنگی کے وقت کی تھی ق اے مرزائیو! کیا اب بھی تم اس تحریر کے سننے کے بعد کہہ سکتے ہو کہ مرزا صاحب نے دیدہ و دانستہ مسیح بن مریم کو خدائی کا دعوی کرنے والا۔ اور تکبر کرنے والا وغیرہ وغیرہ توہین آمیز الفاظ سے نسبت نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان سے مراد ان کی کوئی اور شخص ہے تو مرزا صاحب کا فتوی تم پر صادق آجائے گا۔ دیکھو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۲ میں وہ لکھتے ہیں "خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں"۔

اے مرزائیو! دیکھو اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۵ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں "جسقدر حضرت عیسے علیہ السلام کے اجتہاد میں غلطیاں ہیں۔ اس کی نظیر کسی نبی میں پائی نہیں جاتی۔ شاید خدائی کے لئے یہ بھی ایک شرط ہوگی" ق اے مرزائیو! کیا اب بھی تم منہ سے بول سکتے یعنی انکار کر سکتے ہو کہ مرزا صاحب مسیح بن مریم کو خدائی کا دعوی کرنیوالا نہیں لکھتے خدا سے ڈر کر سچ ہی کہو۔ ورنہ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۹ میں مرزا صاحب کا لکھا ہوا فتوی بالکل تم پر صادق آجائے گا وہ یہ ہے۔ (تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے) خدا سے ڈرو توبہ کرو (شعر پنجابی)

وجیہا فی الدنیا والآخرۃ نوں جیہڑا اسدا بولیسی
بیشک اللہ جلدی اوسنوں خوار ذلیل کریسی

اقبال مرزا

بندہ اللہ دتا از جھنگ

علمائے حنفیہ سے چند سوال؟

"اہلحدیث کے کالم ہمیشہ علمی تحقیقات کیلئے وقف ہیں اگر کوئی صاحب متانت سے کسی مسئلہ کی تحقیق کرنا چاہے تو خواہ کسی مذہب اور کسی فریق کا ہو۔ کوئی روک نہیں سوالات دربارہ مسئلہ ذیل آمدہ از شاہجہانپور۔ کہ عبارات جو صاحب بھیجنگے طبع

وہ خوشی سے بلاکم وکاست درج کئے جائیں گے اہل حدیث اپنی روش کو کبھی نہ بدلیگا۔ اِلّا اس صورت میں کہ کوئی فریق متانت چھوڑکر ذاتیات پر آجاوے۔ (ایڈیٹر)

جناب اڈیٹر صاحب! السلام علیکم۔ سوالات مندرجہ ذیل ارسال کرتا ہوں۔ امید کہ اخبار میں درج فرماکر معزز فرمایا جاؤں۔ ناظرین سے امید ہے۔ کہ جواب لکھکر تسکین فرماویں

سوال ۱۔ ماءِ مستعمل کے متعلق ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ قال ابوحنیفہ رح وابویوسف رح ھو نجس اور شرح وقایہ میں ہے۔ فعند ابی حنیفۃ رح ھو نجس نجاسۃ غلیظۃ۔ ماءِ مستعمل کی نجاست کے لئے لوگوں نے بہت کوششیں کیں۔ لیکن آج تک کوئی شرعی دلیل نہ لاسکے۔ بعض اصحاب وہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ جس میں جنب کے لئے ماءِ راکد میں غسل کی ممانعت ہے حالانکہ اس حدیث میں جنابت کی قید ہے۔ اور ماءِ مستعمل کو اس سے عام رکھا جاتا ہے۔ جو وضو وغسل قربت ورافع حدیث وسقوطِ فرض جس کی بہت صورتیں نکلتی ہیں سبکو شامل ہے۔ پس مُدعا عام ہو اور دلیل خاص ودوسرے کوئی ثبوت نہیں۔ کہ اس حدیث میں ممانعت اِس وجہ سے ہے۔ کہ ایسا کرنے سے وہ پانی ناپاک ہوجائیگا۔ اور اس بات کا کہ اس پانی کے ناپاک ہونے کی وجہ اگر وہ ناپاک ہوجاوے گا۔ اسی مستعمل پانی کا ملنا ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ مستعمل پانی ناپاک ہے۔ تیسرے اس حدیث میں ممانعت بلاقید کسی مقدار کے ہے اور خود ابی حنیفہ رح پانی کی نجاست سے متاثر ہونے کو ماءِ قلیل کے ساتھ مخصوص رکھتے ہیں لہٰذا یہ حدیث اپنے عموم کے ساتھ خود ان کے مذہب کو رد کرتی ہے بعض صاحب اس پانی کو اُس پانی پر قیاس کرکے ناپاک کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے کوئی ناپاک چیز دھوئی گئی ہو۔ حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اُس پانی میں تو ناپاکی ملجاتی ہے اس پانی میں کونسی ناپاکی ملگئی اور پانی کے ساتھ جو گناہوں کا نکلنا وارد ہُوا ہے۔ تو گناہ کوئی ایسی چیز نہیں جسکے مخالطت سے کوئی چیز نجس ہوجائے ورنہ ماننا پڑیگا کہ گناہ کرنے کے بعد آدمی بھی ناپاک ہوجایگے۔ اور وضو کرنے کے بعد اگر کوئی گناہ سرزد ہو۔ تو یہ بنسبت نجس ہونیکے اس کی نماز صحیح نہ ہو۔ اور حامل محدث اور یا جنبی کی نماز درست نہ ہو۔ جیسا کہ حامل نجاست کی نماز درست نہیں۔ حالانکہ حنفیہ خود اس کے قائل نہیں۔ دوسری یہ دلیل ایسی صورت کو شامل نہیں۔ کہ کوئی شخص مسلمان ہوکر یا ارتکاب گناہ وضو کرے۔ حالانکہ دعویٰ عام ہے۔ اور دلیل ناتمام غرضیکہ کوئی دلیل ٹھیک نہیں۔ اور پانی کی طہارت قطعاً ثابت ہے۔ پس اس کے مقابلہ میں ایسے کمزور دلائل کیا وقعت رکھینگے؟

سوال ۲۔ شرح وقایہ میں ہے ا علم ان المفروض فی مسح الرأس ادنی ما یطلق علیہ اسم المسح عند الشافعی رح وعند مالک رح الاستیعاب فرض وعندنا ربع الراس انتہی درمختار میں ہے ومسح ربع الراس مرۃ انتہی جو تہائی سر کے مسح کیلئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ صاحب شرح وقایہ اور صاحب ہدایہ نے جو لکھا ہے کہ آئت مقدار مسح کی بابت مجمل ہے اور حدیث معتبرہ جسمیں مسح ناصیہ کا ذکر ہے اُس کا بیان ہے لہٰذا اسیقدر فرض ہوگا یہ چند وجوہ سے سخت مخدوش ہے۔ سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ اس دلیل کی بنیاد اسبات پر ہے کہ آئت مسح مجمل ہے حالانکہ وجوہ اجمال سے جو درست ہی نہیں۔ آئت دراصل مجمل نہیں بلکہ وہ تو مطلق ہو پس حدیث معتبرہ کو اس کا بیان ٹھیرا کر اسقدر مسح کو ثابت کرنا بھی جو آئت کے مجمل ہونے پر مبنی تھا۔ رفت وگذشت ہوا۔ دوسرے اگر آئت مجمل ہے اور مسح ناصیہ والی حدیث اس کا بیان ہے تو اس سے ناصیہ کا مسح جو کہ سر کا ایک خاص حصہ ہے۔ فرض ثابت ہوگا۔ نہ مطلق ربع راس کا کہ جس طرف سے چاہیں۔ ربع راس کا مسح کرلیں جیسے فقہا قائل ہیں۔ تیسرے اگر تسلیم کرلیا جائے۔ کہ خصوصیت ناصیہ مدنظر شارع نہیں تھی۔ بلکہ محض بیان مقدار منظور ہے۔ تو بمقدار ناصیہ کے مسح فرض ثابت ہوگا۔ نہ بقدر ربع راس کیونکہ وہ دونوں کی مقدار علیحدہ علیحدہ ہے چنانچہ بعض محققین نے صاف لکھدیا۔ کہ ربع اور مقدار ناصیہ کے دو قول علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دیکھو رد المحتار وغیرہ۔ چوتھی مقدار ناصیہ کے فرض ہونا تب ثابت ہو۔ کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوجائے کہ آپنے استیعاب

ahmadimuslim.de

ناصیہ کا کیا حالانکہ اس حدیث سے استیعاب ناصیہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس حدیث سے ناصیہ کے ساتھ خفین کو بھی بیان کیا ہے اور ظاہر ہے کہ خفین پر استیعاب نہیں کیا۔ پس اس سے بمقدار ناصیہ فرض ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ پانچویں اس حدیث میں ناصیہ کو بعد عمامہ پر بھی مسح کرنا بیان کیا ہے۔ تو اگر یہ حدیث اجمال کا بیان ہے تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ناصیہ کیا تھا عمامہ پر بھی مسح کیا جائے۔ لہٰذا اگر فرض ناصیہ پر مسح کرے۔ تو اس کے ساتھ ہی عمامہ پر بھی مسح کرنا فرض ہوگا۔ حالانکہ حنفیہ اس کے قائل نہیں پس یہ حدیث اگر بیان اجمال ہے۔ تو وہ فرضیت مسح عمامہ کی مع ناصیہ کو مستلزم ہے۔ اور یہ ان کے نزدیک باطل ہے اور مستلزم باطل کا باطل ہے۔ لہٰذا اس حدیث کا بیان اجمالی ہونا بھی باطل ہوا۔

سوال ۳ شرح وقایہ میں ہے ان کشف ربع العضو الذی ہو عورۃ یمنع جواز الصلوۃ انتہی اسی طرح درمختار وغیرہ میں بھی ہے ربع عضو کی تعیین بالکل بے دلیل ہے ہدایہ میں جو اسکو مسح ربع راس اور حلق ربع راس فی الاحرام پر قیاس کیا ہے اول تو مقیس علیہ خود بے دلیل ہے۔ مسح ربع راس کا قصہ تو ابھی سن چکے ہو۔ اور حلق کا بھی یہی حال ہے۔ جب مقیس علیہ کا یہ حال ہے تو قیاس کا کیا ٹھکانا دوسرے مماثلت مسلم نہیں۔

سوال ۴ درمختار میں ہے وضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ آخذا رسغہا بخنصرہ وابہامہ وہو المختار ومع فلم والمرأۃ والخنثی تضع علی الکف تحت ثدیہا انتہی۔ ردالمحتار میں ہے قولہ بخنصرہ وابہامہ ای یحلق الخنصر والابہام علی الرسغ ویبسط الاصابع الثلاث کما فی شرح المنیۃ الخ۔ نہ خاص کیفیت وضع کیلئے کوئی دلیل ہے اور نہ مرد و عورت و خنثیٰ کے فرق کے لئے اور یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ یہ مستورات کے لئے باعث مزید ستر ہے۔ محض اپنی رائے ہے اور وہ بھی خلاف واقع نہ تحت سرہ رکھنے میں کوئی زائد ستر ہے اور نہ چھاتی پر رکھنے میں ستر ہے۔ بلکہ اس کا نام اس سے زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیونکہ چھاتی پر ہاتھ رکھنے سے اور بلندی ظاہر ہوگی اور نیچی رکھنے میں ایک حالت استتری کی پیدا ہو جائے گی کما لا یخفیٰ۔

سوال ۵ ہدایہ میں ہے ویرفع یدیہ حتی یحاذی بابہامیہ شحمتہ اذنیہ والمرأۃ ترفع یدیہا حذو منکبیہا انتہی۔ یہ تفرقہ بے دلیل ہے جس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں اور ستر کا حیلہ مہمل ہے جو ہر صورت کو معلوم نہیں ہے۔ جبکہ التزام ضروری ہو یعنی لازم نہیں آتا کہ ہمیشہ کانوں تک ہاتھ اوٹھانے سے بے پردگی یا پردہ میں کمی ہو۔ بلکہ احتیاط کے ساتھ کانوں تک ہاتھ چادر کے اندر سے برابر اوٹھائے جا سکتے ہیں؟

سوال ۶ ہدایہ میں ہے وان کانت امرأۃ جلست علی الیتہا الیسریٰ واخرجت رجلیہا من جانب الایمن مرد و عورت کے جلسہ میں فرق کیا گیا ہے۔ اسکے لئے کوئی دلیل نہیں اور ستر کا بہانہ فضول ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔

سوال ۷ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے وینبغی ان یکون بین قدمیہ اربع اصابع فی قیامہ کذا فی خلاصہ۔ یہ تحریر بالکل بے دلیل ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہیں۔

سوال ۸ درمختار میں ہے۔ وتعیین القراءۃ فی الاولیین من الفرض علی المذہب انتہی۔ اولیین کی تعیین کی کوئی وجہ نہیں قراۃ چاروں رکعت میں فرض ہے اور چار میں نہیں۔ تو صرف ایک رکعت میں ہونا چاہئے وہ معین ہوتا اور باقی میں نہ ہونا اسکی کیا وجہ ہے؟

راقم محمد رفعت اللہ خاں۔ شہر شاہجہانپور

شذرہ جاپان اپنے حسب و نسب کا بڑا فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا تاج و تخت نسلاً بعد نسلٍ چلا آرہا ہے اور میں ۱۲۲ واں شہنشاہ ہوں اور یہ سلطنت سنہ ۶۶۰ قبل عیسوی میں ہاتھ لگی تب سے ابتک ہمارے ہی سلسلہ میں چلی آتی ہے۔ اور بانی اس سلطنت کا جیمو ٹینو کیڈ نذر کا ہمعصر ہے اور آفتاب کا بیٹا کہلاتا ہے اور اسی سے ملک جاپان مشتق ہے آفتاب کے طلوع ہونے کی زمین۔

[illegible]

ahmadimuslim.de

استفتاء

استفتاء دربارۂ نقل مکان بہنگام شیوع طاعون

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ جس شہر میں طاعون نمودار ہو مخلوق خدا کو انتشار ہو۔ اس حالت میں اس شہر کے لوگوں کو نقل مکان کر کے باہر کھلے میدان یا جنگل میں جا کر سکونت اختیار کرنی چاہیے۔ یا کہ اسی شہر میں رہنا چاہیے۔ اکثر دیکھا اور سنا جاتا ہے کہ اس وبا سے جانفشان کا زور اور طول جسقدر بڑے بڑے شہروں میں ہوتا ہے اوسقدر دیہات میں نہیں ہوتا۔ اور جو لوگ بہنگام شیوع طاعون ابتدار میں شہر چھوڑ کر کھلے میدان یا جنگل میں جا کر سکونت اختیار کرتے ہیں۔ وہ مصئون و مامون رہتے ہیں اس کا جواب مفصل و مدلل ارقام فرما کر سائل کو مشکور و ممنون فرما دیں۔

المستفتی احقر زمن عبد الرؤف از ملک برار دکن

جواب ۔ بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جس جگہ طاعون ہو۔ وہاں نہ جاؤ۔ اور جہاں ہو وہاں سے نہ نکلو۔ اسی شہر اور مکان میں رہکر صفائی اور استعمال ادویہ اور حفظ ماتقدم کے طور پر سب کچھ کر سکتا ہے۔ یہہ بھی ٹھیک نہیں کہ گاؤں میں بہ نسبت شہروں کے طاعون کم ہوتا ہے۔ پنجاب میں مشاہدہ اس کے خلاف بتلاتا ہے۔ لوگ اس نسبت لگانے میں غلطی کرتے ہیں۔ کسی گاؤں میں اگر ایک آدمی مرے تو شہر میں سو پچاس آدمی کا مرنا اوس نسبت سے زیادہ نہیں۔ صفائی اور حفظ ماتقدم سے شرع منع نہیں کرتی۔ ہاں ڈاکٹروں اور ہندؤں کی طرح بے جا توہمات کرنے سے منع ہے کہ طاعون کے بیمار کو ہاتھ بھی نہ لگائیں ایسے توہمات کے دفع کرنے کو حضور نے فرمایا ہے۔ **لا عدوی** کہ یعنے کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگا کرتی بلکہ ہر ایک کی قابلیت ہی الگ الگ ہے۔

طاعون کے متعلق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ بھی فرمایا ہے۔ جو بخاری کی روایت سے حدیث آئی ہے کہ جس جگہ طاعون واقع ہو۔ اور کوئی شخص (تمام صفائی اور حفظ ماتقدم کر کے بھی)

اللہ پر بہروسہ کر کے وہاں موجود رہے۔ یہ جانکر کہ جو کچھ میری مقدر میں ہے وہی ہوگا تو ایسے شخص کو (زندہ بھی رہے تو بھی) شہید جتنا اجر ملے گا +

سوال کیا بے نماز کی دعوت شرعاً درست ہے یا نہیں۔ اگر جانکر کوئی بے نماز کو کھانا کھلادے تو اسکو ثواب ہوگا یا گناہ؟

سوال دیگر۔ یہ جو مروج ہے کہ فوتی کے گھر میں جا کر لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ جواب اخبار میں دیں۔ راقم علی محمد از سہل

جواب بے نماز اگر مہمان یا محتاج یا قریبی رشتہ دار ہو تو اسکی دعوت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ثواب ہے۔ اس قسم کے کافروں سے بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سلوک کیا کرتے تھے۔

جواب دیگر۔ تعزیت کرنے کو جانا سنت ہے اسی وقت میں میت کیلئے دعا مغفرت اور اہل میت کے لئے دعا صبر کی جائے تو یہی سنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ **من عزی مصابا فلہ مثل اجرہ او کما قال** یعنی مصیبت زدہ کو تسلی دینے والے کو اسیقدر ثواب ہے۔

سوال زید و بکر کے باہم یہ معاہدہ کہ اہل الذکر آخر الذکر کو مثلاً تین ماہوار تا انقضائے عمر دے۔ اور بکر اس کے عوض زید کی زوجہ کو تا اسلام ایکہزار روپیہ بعد زید کی موت کے ادا کرے شرعاً جائز ہے یا نہیں اور نیز بنک میں روپیہ بغرض حفاظت مال جمع کرنا بغیر استفادہ سود جائز ہے یا نہیں

جواب معاہدہ مذکورہ جائز نہیں مجہول الکیف ہے اور شرط سود بھی ہے بنک میں روپیہ بغرض حفاظت جمع کرانا جائز ہے۔ جیسے انگوز کفار کے پاس رکھنے جائز ہیں

سوال مخدوم محمد حسین پاک پٹنی لکھتے ہیں کہ سیادت کا لفظ صرف بنی فاطمہ پر دلالت نہیں کرتا۔ تمام اہل قریش اس میں شامل ہیں۔ بلکہ یہاں تک لکھتے ہیں کہ جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی آل ہیں سب سید ہیں۔ سو آپ اس کی بابت عقلی و نقلی دلائل سے مطلع فرماویں

جواب سید اور سیادت کا لفظ کوئی شرعی نہیں بلکہ اس کے معنے سردار کے ہیں۔ پس بنی فاطمہ اپنی شرافت کی وجہ سے سردار ہیں اور قریش بھی شریف ہیں بلکہ بنی ابراہیم بھی سردار ہیں مگر ہر ایک کی سرداری الگ الگ ہی اور اصل سب کا دار عمل پر ہے ان اکرمکم عند اللہ

انتخاب الاخبار

قبول اسلام

مناظرہ متعلقہ دیوریا مابین اہل اسلام و دیانندی آریہ کی برکت جناب مولانا ثناء اللہ صاحب اور مناظرہ میں علماء اسلام کے مواعظ کی تاثیرات اور مسلمانان قرب و جوار کی ہمدردی اور خلوص نے آخرکار اپنا فوری نتیجہ دکھلا ہی دیا اور علماء و خادم اہل اسلام دیوریا کی سرگرم کوششیں رائیگاں نہیں گئیں یعنی بروز عید الضحیٰ بعد ادائے نماز دوگانہ جناب شہود و علیہ السلام عیدگاہ میں مشرف باسلام ہوئے تین عورتیں اور ایک مرد۔ اُن میں سے ایک عورت نہایت ضعیف ہے۔ جو عیدگاہ تک پیادہ پانہ جاسکنے کی وجہ سے یکہ پر گئی۔ دو جوان عورتوں کا نکاح بھی ہوگیا۔ ایک کا تو مسلم مرد سے اور دوسری کا ایک پیدائشی مسلمان مرد سے۔ اس آخرالذکر عورت کی ماں دو سال پہلے مسلمان ہوچکی ہے۔ ہب زو فزد (محمد عظیم)

مصری حکومت نے اعلان کردیا ہے۔ کہ روس و جاپان میں سے کسی کا جنگی جہاز دوسرے فریق کے گرفتار کردہ جہاز کو لیکر نہر سویز سے نہیں گذر سکتا۔

قیصر جرمنی نے روس کو پہلی بحری شکست کی خبر ملتے ہی ہمدردی کا تار بھیجا۔ ملاً بظاہر ہمدردی باطن شماتت۔ تحسبہم جمیعاً و قلوبہم شتّیٰ۔

جاپانی حکومت نے حکم دیا ہے کہ روسی اسیران جنگ کو حتی الوسع بہت آرام کے ساتھ رکھا جائے۔ (یہی قرآن شریف کا حکم ہے)

روس و انگلستان روسی سفیر مقیم لنڈن کونٹ بنکنڈورف اپنے بیٹے کو ملنے جو سوان پہنگ کو گیا جو صنیٹ پیٹرزبرگ گیا تہا۔ لنڈن واپس آکر وہ سب سے پہلے شاہ ایڈورڈ کو ملا۔ اور زار کا دستخطی خط پہنچایا افواہ ہے۔ شاہ معظم نے اُسے یقین دلایا کہ خواہ انگریزی اخبار کتنا اکساتے رہیں انگلستان اس جنگ میں مطلق دخل نہ دیگا۔

حرب عشق میں سب کچھ مباح ہے کے اصول سے جس عمدگی و صفائی سے جاپانی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اُس کا اندازہ دنیا کو ان کی کارروائی سے ہوچکا ہے۔ پورٹ آرتھر کے شب خون میں پوری پوری کامیابی کا ہونا بتا رہا تہا۔ کہ جاپانیوں نے اٹکل پچو حملہ نہیں کیا۔ بلکہ اون کو بمنزلہ حق الیقین معلوم تہا۔ کہ وہاں کے روسی کس حد تک ہوشیار ہیں اور ان کے جہاز کہاں کھڑے ہیں۔ اور کس ترتیب سے لنگرزن ہیں۔ اگر انکو یہ علم نہ ہوتا۔ تو خواہ زمانہ حال کا تارپیڈو دو بلکہ تین ہزار گز کے فاصلے سے مار کرسکتا ہے وہ روسی بیڑہ کے بہترین جہازوں کو تقریباً بیکار کردینے میں کامیاب نہ ہوتے۔

ٹائمز کا نامہ نگار وی ای دی سے تار دیتا ہو کہ تین جاپانی ڈویژن جہازوں میں آچکے ہیں یہ فوج ایسے سلیقے اور حسن انتظام کیساتھ جہازوں سے خشکی پر اتری کہ انگریز افسر عش عش کرتے تھے دریا یالو اور اور ٹنگ ینگ کا درمیانی علاقہ جنگی لحاظ سے نہایت اہمیت رکھتا ہے اور دونوں فریق اس امر سے خوب آگاہ ہیں۔

ٹائمز کا نامہ نگار روس سے لکھتا ہے کہ روس کہیں دو مہینوں میں جاکر مشرق اقصیٰ میں اسقدر فوج جمع کرسکیگا جو جاپان پر غالب آئے کیلئے کافی ہو

روسی لیپائی کر رہا ہیں اسوقت کل ہم ایک ہزار روسی سپاہ ہیں۔ جوں جوں جاپانی فوج آگے بڑہتی جاتی ہے روسی دریا یالو کو پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ جاپانیوں کا بیان ہے کہ ٹرانس کاکیشین لائن کے پل سنگری پر تین جاپانی افسروں کو پھانسی ملنے کی خبر غلط ہے۔ کیونکہ روسیوں نے ان کو جو نام مشتہر کئے ہیں وہ جاپانی افسران شاف میں کسی کے نہیں

لنڈن ۲۳ جنوری۔ روسی ٹرانس کاکیشین ریلوے لائن کی حفاظت بڑی احتیاط سے کررہے ہیں۔ میل میل کے فاصلے پر ایک بلند مینار بنا ہوا ہے اور ہر ایک میں ۳۰ سوار مامور ہیں۔

مہم سومالی کی نسبت ۲۶ فروری کی خبر ہے کہ انگریزی فوج ابھی کچھ دن ستانیگی یہ وقفہ ناگزیر تہا۔ ملا اسوقت سومالی لینڈ کے شمال مشرقی حصہ میں سرول کے علاقہ میں ہے جو بالکل بے آب و گیاہ ہے اور مزید براں انگریزوں کو اسکی اندرونی حالت کی مطلق خبر نہیں صرف یہی شناسائی آگاہی ہو اس قدر سے ملاکو پھر اپنی جمعیت بڑہانیکا موقع ملجائیگا۔ ملا گو دشمن ہو مگر اس کی استقامت اور مستعدی اور جوانمردی کی اب انگریز بھی تعریف کررہے ہیں (تعریف ہماو میدان میں کٹوا دیگی)۔

سومالی لینڈ کے علاقہ ارگدین میں ایک اور مقام سرکار انگریزی کے بے عملہ

حسب الارشاد مولانا ابوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپکر شائع ہوا

دعوی کرے - کہ انہ آوی القریۃ کوئی ہے - کہ تبلادو کہ قادیاں سے دو کوس پر طاعون نے جو حشر قایم کر رکھا ہے قادیاں میں کیوں نہیں آتا۔ خدا قادیاں کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیگا - کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے - (دافع البلاء) اللہ اللہ ؎

تھے وہ گھڑی سے شیخیاں بگھارتے

وہ ساری اُن کی شیخی جھڑی وہ گھڑی کے بعد

آج کوئی ہے - کہ قادیاں میں جاکر طاعون کی تباہی کو آنکھوں سے دیکھے کہ تین ہزار کی آبادی سے بمشکل تین سو آدمی نظر آتے ہیں دوکانیں بند ہیں - بازار ویران سنسان نظر آتے ہیں - بامراسلہ مندرجہ ذیل کو پڑھو:

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار اہلحدیث ! السلیم

قادیاں میں آج کل سخت طاعون ہے مرزا صاحب اور مولوی نورالدین کے سوا تمام مرید قادیاں سے بھاگ گئے ہیں۔ مولوی نورالدین کا خیمہ قادیاں سے باہر ہے اوسط اموات ۲۰ - ۲۵ یومیہ ہے - مولوی نورالدین کی سالی کا لڑکا منظور الحق بھی چل بسا - مرزا جی نے اپنے گھر میں بالکل بندش کر دی ہے کہ کوئی آدمی نہ آنے پاوے - حکیم نورالدین اور قطب الدین کو حکم دیا گیا ہو کہ کسی مریض کے مکان پر نہ جاویں - مرزا جی کا سکول بھی بیماری کی وجہ سے بند ہے - (نامہ نگاراں از قادیاں - ۱۳ اپریل)

اخبار البدر قادیان ۱۶ - اپریل ۱۹۰۴ء میں بھی کمال صفائی سے اڈیٹر نے طاعون سے قادیاں کی صفائی کو تسلیم کیا ہے - اڈیٹر

اِصلاحِ رسُوماتِ جدیدہ

مرقومہ مولوی نعمت اللہ خاں صاحب از شاہجہانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ناظرین ! ہم اول آپ کے سامنے پاک اسلام کا فوٹو پیش کرتے ہیں پھر یہ دکھائیں گے کہ اس پاک و صاف فوٹو میں کہاں تک رنگ آمیزی کرکے اسکو بھدا اور بدنما کر دیا ہے - تو سنئے اسلام فقط کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نام ہے مطلب اور معنے اس کلمے کے یہ ہیں - کہ کوئی معبود خالق مالک - رازق عالم حی و قیوم ممیت حاضر و ناظر وغیرہ وغیرہ نہیں مگر خدا (اللہ) دیکھئے جزو اول میں جو خداوند کریم کی وحدانیت ثابت کر رہا ہے - اسم ذات (اللہ) کا استعمال کیا - اس میں بھید یہ ہو کہ لفظ اللہ اسم ذات ہے جو کہ اپنی کل اسمائے صفات کو شامل ہے یعنے جہاں پر یہ اسم ہوگا مراس سے وہ کل صفات جو جناب باری کی شان کے لائق ہیں مراد ہوں گی - کسی دوسرے اسم سے یہ فائدہ تامہ جو اس اسم سے ہوا - نہیں ہو سکتا - اور یہی تعلیم حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کل انبیاء علیہم السلام کے رہی ہے اصل وحدانیت میں کسی کا بھی خلاف نہیں - باقی رہا کلمہ کا دوسرا جزو جو کہ رسالت کو شامل ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ محمد رسول خدا کے ہیں یعنی خدا کے پیغامبر بعض لوگ رسول کو بعض صفات باری تعالیٰ میں شریک کرتے ہیں مثلاً عالم الغیب ہونا یا کسی کو نفع و نقصان پہونچانا - تو اس عقیدہ کی تردید بھی اس کلمہ میں موجود ہے - جیسا کہ فرمایا - محمد رسول اللہ محمد اللہ کا بھیجا ہوا - کیا اللہ جو کہ موصوف بجمیع صفات ہے - اگر رسول صفات باری میں شریک ہوتا تو لفظ رسول کو خداوند کریم کی طرف منسوب نہ ہوتا - بلکہ کسی ایسے اسم سے منسوب ہوتا - کہ اُس کا صفات باری میں شریک ہونا پایا جاتا اور یہاں پر تو اس کی تردید ہو رہی ہے - مگر چونکہ یہ معنے باریک تھے اور ہر شخص اسکے فہم سے عاری - تو دوسرے کلمہ میں اسکو صاف طور پر بیان کر دیا

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

یعنے میں اسبات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود قابل پرستش نہیں اور اسکی بھی گواہی دیتا ہوں - کہ محمد خدا کے بندے اور رسول ہیں - اس کلمہ میں دو جگہ وہی اسم ذات (اللہ) آیا اور عبدہٗ ورسولہٗ کی ضمیر یں بھی اسی اسم ذات کی طرف پھیریں یعنے کس کا بندہ اور رسول ؟ اسی خدا کا جو لاشریک ہے - لفظ عبد کو پہلے لانے سے یہی منشا ہے - کہ اُس رسول کو بندہ ہی سمجھو اور صفات باری میں شریک نہ کرو - اور یہ بھی اس لفظ سے معلوم ہوا - کہ آنحضرت خدا کے بندے مثل اور بندوں کے ہیں - عدیم قدرت ہیں - اب رہا یہ شبہ کہ رسول کو ہم پر از روئے مراتب کے فوقیت ہے کہ نہیں - تو اس شبہ کو وصف رسالت نے اٹھا دیا - اور بتا دیا - کہ وہ رسول ہیں - جو کہ حالت عبدیت میں اعلےٰ عہدہ

ahmadimuslim.de

ہے اور یہ وصف ہمارے نبی میں کامل تھا - اسی بناء پر ہم کہتے ہیں ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

معلوم ہو - کہ عبد کے معنے ذلیل و خوار کے ہیں - یعنے خدا کے مقابلے میں رسول جو کہ کل موجودات سے افضل ہے - کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا جیسا کہ خدا خود فرماتا ہے - ان اللہ علی کل شئ قدیر - یعنے خدا ہر ایک شے پر قادر ہے - اُس کے بغیر حکم و اجازت کوئی ایک ذرہ نہیں ہلا سکتا خواہ کوئی ہو - اس مضمون کی بیسیوں آئتیں کلام مجید میں ہیں - تمام عالم کو ایکدم میں نیست کردے یا ایکدم میں ہزار عالم بنا دے کسی بات میں اُسکو وقت نہیں - نہ کوئی اسکو روک سکتا ہے - کلمہ طیبہ کی تائید میں ہزارہا آیات قرآنی موجود ہیں - مگر ہم بخوف طوالت ایک پر اکتفا کرتے ہیں - آیت اول سے خدا کی شان معلوم ہوگی اور دوسری سے حضرت محمدؐ کی حقیقت ظاہر ہوگی :- وھو ھذہ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ - کہدے (اے محمدؐ) کہ میں مثل تمہاری انسان ہوں (یعنے انسان ہونے میں ہم تم سب برابر ہیں - ہاں فرق کیا ہے ؟ یہ کہ میری طرف وحی کیجاتی ہے اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہے - یعنے ہم تم سب ایک ہی معبود کے بندے ہیں - صرف یہی فرق ہے کہ میں خدا کا پیغامبر ہوں - ناظرین یہ اسلام ہے اور اسی کلمہ پر ایمان لانے سے انسان مسلمان ہوتا ہے کیونکہ جب تک بندہ اپنے معبود کو نہ پہچانیگا - تو عبادت کیسے کرے گا - اور جب معبود برحق کو پہچان لیا - تو اسکی عبادت بھی لازمی ہوگئی - لہذا یہ کلمہ اور چاروں ارکان ملکر پانچ ارکان ہوئے اور یہی رکن اسلام کہلاتے ہیں - پس یوں سمجھنا چاہئے - کہ کلمہ تخم ہے - اور باقی کل احکام شاخیں ہیں - اور اُن کل احکاموں پر عمل کرنا پھول پھل ہے - اور اس درخت کا نام مذہب اسلام ہے - پس جس نے تخم یعنے کلمہ سے انکار کیا - تو اُس نے مذہب اسلام کو منہدم کردیا - اور جو جڑ کا منکر ہوا اُس نے بھی اسلام کو نہ پایا - اور تخم سے کچھ نفع نہ اٹھایا - اور جو کہ شاخوں یعنے احکام کا پابند نہیں ہوا - اسکو بوٹا نصیب ہوا - یا جس قدر شاخوں کا منکر ہے - اتنا ہی اُسکے ایمان میں ضعف ہے اور جو منکر کسی بات کا نہیں - مگر اسپر عامل نہیں - تو وہ بھی پھول و پھل سے بے نصیب رہا

ناظرین ! یہ ہے پاک اسلام - (باقی آئندہ)

استفتاء

سوال :- اگر کوئی درندہ کسی حلال جانور کا سر کاٹ جاوے اور وہ تڑپتا ہو وے - تو ذبح کر لینے سے حلال ہو جاتا ہے • امام الدین خریدار ۲۲۱

جواب :- جائز ہے - جس طرح ہو سکے ترمذی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے :- اما تکون الذکوۃ الا فی الحلق واللبۃ قال لوطعنت فی فخذھا لاجزء عنک یعنے ایک صحابی نے عرض کیا - حضرت ! ذبح صرف حلق اور لبہ (حلقوم) کے مابین ہی ہوتا ہے آپنے فرمایا - نہیں - اگر تو اسکی ران میں بھی مارے تو کافی ہے - یہ روایت نقل کرکے امام ترمذی فرماتے ہیں :- قال احمد بن منیع قال یزید بن ہارون ھذا فی الضرورۃ (یہ حکم بوقت ضرورت ہے یعنے اگر گردن سے ذبح نہیں ہو سکتا - تو جس جگہ سے ذبح کردیں جائز ہے -

سوال :- موزوں پر مسح جائز ہے یا نہیں جائز ہے - تو کس حالت میں ؟
(عبد الحکیم از گورکھپور)

جواب :- چمڑے کے موزوں پر تو بالاتفاق جائز ہے صحیح مسلم کی روایت ہے - کہ سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوۃ نے خود موزوں پر مسح کیا - ایک روایت میں ہے - کہ :- رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسافر ثلثۃ ایام ولیالیھن وللمقیم یوما ولیلۃ اذا تطھر ولبس خفیہ ان یمسح علیھما :- یعنے آنحضرت نے مسافر کو تین دن تک پے در پے اور مقیم کو ایک روز متصل اوقات میں مسح کرنے کی اجازت بخشی ہے - بشرطیکہ وضو کرکے اونے موزے پہنے ہوں •

اور اگر سوتی جرابیں ہوں - تو انپر مسح کرنے میں اختلاف ہو بعض علماء جائز بتلاتے ہیں - کیونکہ ترمذی کی روایت ہے :- مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجوربین یعنے آنحضرت نے جرابوں پر مسح کیا ہے - بعض علما کہتے ہیں - کہ سخت ہوں تو جائز ہو

روز کے کلفت اور مہندی لگانے کی تکلیف سے سبکدوش ہو جائیں گو یا دیکھئے درصورت نہ ثابت ہونے کے آپ سے ہمیں قطعی امید ہے کہ آپ کسی یگانے بیگانے کے لعن طعن کی پروا نکریں گے اور بالکل صفا کرا ڈالیں گے ؎

ڈاڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہو
کبھی ڈلے گا حجامت اب تو نائی آپ کی (راجی وار)

ظہر احتیاطی

اس مسئلہ کے متعلق ہمارے کئی ایک دوستوں کی مدت سے خاص فرمائش تھی۔ مگر بوجہ کثرت مضامین کے اس کی نوبت آگئی ؛

ظہر احتیاطی - اس نماز کو کہتے ہیں جو بعد جمعہ چار رکعت بہ نیت ظہر پڑھی جاتی ہیں۔ کیوں ؟ اس لئے کہ جمعہ کے وجوب ادا ادائگی میں شک ہے - کیونکہ جمعہ کی کئی ایک شروط ہیں جنمیں سے کئی ایک آجکل مفقود ہیں - یہ تو آجکل کے لوگوں کی تقریر ہے - لیکن فقہاء متقدمین کی یہ رائے نہیں - بلکہ اُن کی رائے میں ظہر احتیاطی کی بنا اور ہے - چنانچہ صاحب طحطاوی لکھتے ہیں - انما وضعہا بعض المتاخرین عند الشک فی صحۃ الجمعۃ بسبب روایۃ عدم تعددھا فی مصر واحد یعنے ظہر احتیاطی کو بعض متاخرین نے اس لئے تجویز کیا ہے - کہ جمعہ کی صحت میں شک ہے کیونکہ شک ہے ؟ اس لئے کہ ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز نہیں ہے اس روائت سے دو یا تین ثابت ہوئیں - ایک تو یہ کہ ظہر احتیاطی کی بنا یہ ہو کہ ایک مقام پر چونکہ متعدد جگہ جمعہ جائز نہیں اس لئے جہاں متعدد جگہ جمعہ پڑھا یا جاوے گا - وہاں اس کی صحت میں شک ہوگا - لہذا ظہر احتیاطی کی تجویز کی گئی -

دوسری بات جو اس روائت سے ثابت ہوتی ہے - وہ یہ ہے کہ جس مقام پر ایک ہی جگہ جمعہ پڑھا یا جاوے - تو وہاں ظہر احتیاطی کی حاجت نہیں -

اس روائت کو بیان کرکے صاحب طحطاوی لکھتے ہیں :- ولیت ہذہ الروایۃ بالمختار ولیس ہذا القول اعنی اختیار الاربع بعدھا مرویا عن الامام وصاحبیہ حتی وقع لی انی افتیت مرارا بعدم صلوتھا خوفا علی اعتقاد الجہلۃ انہا الفرض وان الجمعۃ لیست بفرض ؛- یعنے یہ روائت (کہ ایک مقام پر متعدد جگہ جمعہ جائز نہیں) پسندیدہ نہیں اور چار رکعت ظہر احتیاطی کا پڑہنا نہ تو امام ابو حنیفہ سے منقول ہے اور نہ صاحبین سے یہاں تک کہ میں (صاحب طحطاوی) نے کئی دفعہ فتوی دیا ہے - کہ ظہر احتیاطی کی چار رکعتیں نہیں پڑہنی چاہیئں کیونکہ خوف ہے - کہ جاہل لوگ اس کو فرض جانیں گے اور جمعہ کو فرض نہ سمجھینگے ایسا ہی صاحب درمختار نے لکھا ہے ؛- قد افتیت مرارا بعدم صلوۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر الظہر خوف عدم فرضیتھا وھو الاحتیاط فی زماننا - یعنے میں نے (صاحب درمختار نے) کئی دفعہ فتوی دیا ہے کہ چار رکعت ظہر احتیاطی نہ پڑہنی چاہئیں کیونکہ خوف ہے کہ لوگ جمعہ کی فرضیت ہی سے منکر ہو جائیں اور یہی (یعنے نہ پڑہنا چار رکعت ظہر احتیاطی کا) اس زمانہ میں بہت مناسب اور احتیاط ہے کہ تحقیق مسئلہ کی تو بطریق فقہ حنفیہ کے تھی اگر حدیث کی رو سے دیکھا جائے - تو مطلع بالکل صاف ہے - کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں ظہر احتیاطی کا ثبوت نہیں - عام طور پر صحابہ کرام جہاں ہوتے جمعہ پڑھ لیتے تھے - یہی وجہ ہے - کہ اس زمانے کے باخبر علماء حنفیہ بھی ظہر احتیاطی کے مخالف ہیں - مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی و دیگر علماء دیوبند وغیرہ کا فتوی مطبوعہ اس کے برخلاف ہے - مزید تفصیل اسکی ہمارے رسالہ اہل حدیث کا مذہب (قیمت ۴ ؍) میں ملسکتی ہے ؛

بقیہ مضمون دربارہ استفتا

(گذشتہ سے پیوستہ)

جواب ۴ :- بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضہ کا دربارہ قربانی کیا عمل تھا مجھے معلوم نہیں یعنے یہ مجھے معلوم نہیں کہ صحابہ رضہ ذی الحجہ کی کس تاریخ تک قربانی کرتے تھے - ہاں عبداللہ بن عمر رضہ کا قول البتہ بسند صحیح ثابت ہے - کہ اضحیہ ۱۰- ذی الحجہ سے ۱۲- ذی الحجہ تک ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کا قول نقل کیا جاتا ہے - مگر اس کی

ahmadimuslim.de

ٹھیک سند معلوم نہیں - امام مالک رحمہ نے اُن کے اِس قول کو موطا میں بلاغاً نقل فرمایا ہے - اور صاحب ہدایہ نے حضرت عمر رضہ و ابن عباس رضہ سے بھی اس مضمون کا قول نقل فرمایا ہے جن کی نسبت حافظ ابن حجر رحمہ درایہ میں فرماتے ہیں - کہ لم اجدہ ولم اجدہ یعنے میں نے اس قول کو کہیں نہیں دیکھا - اور مجھے اس قول کا کہیں پتہ نہیں چلا - اور حافظ ابن قیم رحمہ نے زاد المعاد میں امام احمد بن حنبل رحمہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا - کہ یہ قول بہت سے صحابہ رضہ کا ہے اور نیز بھی حافظ ابن قیم نے فرمایا - کہ اثرم رحمہ نے ابن عمر رضہ و ابن عباس رضہ سے بھی اس مضمون کا قول نقل کیا ہے - اور حافظ ابن قیم رحمہ نے حضرت علی رضہ سے ایک دوسرا قول بھی نقل کیا ہے - وہ یہ کہ ایام نحر ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک ہے - اور امام نووی رضہ نے شرح مسلم میں حضرت علی رضہ کے علاوہ جبیر بن مطعم رضہ اور ابن عباس رضی اللہ سے بھی اسی مضمون کا قول نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ بعض علماء فرماتے ہیں - کہ صحابہ رضہ سے ان دو قولوں کے سوا کوئی اور قول منقول نہیں ہے - موطا صفحہ [illegible] امام مالک رحمہ میں ہے - مالک عن نافع ان عبد اللہ بن عمر رضہ قال الاضحی یومان بعد یوم الاضحی مالک انہ بلغہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مثل ذالک.

درایہ تخریج احادیث الہدایہ میں ہے :- قولہ روی عن عمر و علی و ابن عباس انھم قالوا ایام النحر ثلثۃ افضلھا اولھا - اما عمر فلم اجدہ و اما علی فذکرہ مالک فی الموطا عنہ بلاغاً و اما ابن عباس فلم اجدہ اھ

اور یہی زاد المعاد صفحہ ۲۵۳ جلد ۱ میں ہے :- قال احمد ھو قول غیر واحد من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ذکرہ الاثرم عن ابن عمر و ابن عباس - اور یہی زاد المعاد صفحہ ۲۵۳ جلد ۱ میں ہے :- قال علی بن ابی طالب ایام النحر یوم الاضحی وثلثۃ ایام بعدہ اھ اور شرح صحیح مسلم صفحہ ۱۵۳ جلد ۲ میں ہے :- وممن قال بھذا علی بن ابی طالب وجبیر بن مطعم و ابن عباس اھ اور فتح الباری صفحہ ۳۲۵ میں ہے :- قال ابن بطال تبعا للطحاوی ولم ینقل عن الصحابۃ غیر ھذین القولین اھ

منقولہ بالا اقوال سے معلوم ہوا - کہ حضرت علی رضہ سے دو قول منقول ہیں :- ایک یہ کہ ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک اور دوسرے یہ کہ ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک - لیکن قول اول کے نہ الفاظ ہی معلوم ہوئے - کہ کیا تھے اور نہ سند ہی - اور قول ثانی کے گو الفاظ تو معلوم ہوئے لیکن سند ویسا ہی نامعلوم رہی اور یہی قول ثانی کے جو الفاظ معلوم ہوئے - اُن سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا - کہ یہ قول دربارہ اضحیہ ہے یا دربارہ ہدی اور جو امام احمد بن حنبل رحمہ نے فرمایا ہے - کہ یہ قول بہت سے اصحابہ رضہ سے ہے - اُس کے بھی نہ الفاظ ہی معلوم ہوئے نہ سند ہی - اسیطرح جو اثرم رحمہ اور امام نووی رحمہ نے ابن عباس رضہ اور جبیر بن مطعم رضہ کا قول نقل کیا ہے - اس کے بھی نہ الفاظ ہی معلوم ہوئے نہ سند ہی.

الغرض مجھکو اسوقت تک صراحۃً بسند صحیح صرف ایک صحابی عبد اللہ بن عمر رضہ کا قول تو ملا ہے - کہ اضحیہ کا وقت ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک ہے - باقی ان کے سوا اور کسی صحابی کا قول صراحۃً بسند صحیح مجھکو اب تک نہیں ملا ہے - کہ اضحیہ کا وقت ۱۰ ذی الحجہ ہی تک ہے یا اُس کے بعد بھی ہے - اور بعد بھی ہے تو کب تک ؟ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً - لہٰذا ایسی حالت میں احتیاط یہی ہے کہ ۱۰ ہی ذی الحجہ کو لوگ قربانی سے فارغ ہو جائیں - ہاں جن علماء کو اور تاریخوں کی بھی تحقیق ہو جائے - وہ اپنی تحقیق پر عمل کریں - اور اُس تحقیق سے اپنے اور دینی بھائیوں کو محروم نہ فرمادیں - اُن کو بھی اُس سے اطلاع دیدیں :- واللہ اعلم بالصواب

(راقم - محمد عبد اللہ - مدرس اول مدرسہ احمدیہ آرہ)

قادیان میں طاعون

حباب بحر کو دیکھو کیسا سر اٹھاتا ہے
تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اللہ اللہ ابھی کل ہی کا ذکر ہے کہ قادیانی مسیح للکار للکار کر کہتا تھا کہ قادیاں میں طاعون نہ آئیگا - کوئی ہے ؟ کہ ہماری طرح الہام سے

almadinamuslim.de